JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 01, July – December 2020

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

عصر حاضر میں کفو، فقہا کی آراء اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کا جائزہ

Opinions of Jurists Regarding Kufuv (Equality in Marriage) in Contemporary Era: Analysis of the Recommendation of Islamic Ideological Council

Intikhab Ahmad*
Ph.D. Scholar, department of Islamic Studies, University of Management & Technology, Lahore.

Dr. Tahir Mustafa**
Associate Professor, department of Islamic Studies, University of Management & Technology, Lahore.

Abstract

Kafa'at is a term used in the field of Islamic jurisprudence which means equivalence and closeness between the expected spouse i.e. male and female in specific area. So it may be defined as the compatibility or equivalence between the expected husband and his expected wife which have to be adhered to in future. This compatibility standard suggested by Islam is highly effective, that include religion, profession, wealth, lineage, moral and social standard.

The Hanafi, the Shafi's and the Hanbali schools accord that kafa'at in religion, freedom, profession and family is necessary. The Shafi's school does not recognize it, while the Hanafi and the Hanbali schools do. The Maliki School only accepts the notion of kafa'at in religion and not in the rest. The emphasis of this Kafa'at are to make the spouse relation pleasant, everlasting and coherent. Islamic Ideology Council in Pakistan has done precious work in many aspects of Islamic sciences, the council has given its recommendation about Kafa'at. In this article we make analysis of views of four schools of thoughts and recommendation of Islamic Ideology Council.

Keywords: *Kafa'at, Spouses, Islamic Jurisprudence, Qura'n.*

CC BY

اِسلام کی نظر میں نکاح ایک پائیدار عقد ہے، جس سے نہ صرف زوجین بلکہ اُن سے پیدا ہونے والی نسلوں اور دونوں کے خاندانوں کے مصالح وابستہ ہوتے ہیں، یہ تمام مصلحتیں حسن وخوبی کے ساتھ اُسی وقت سامنے آسکتی ہیں جب کہ میاں بیوی میں ہم فکری، ہم مزاجی، اور اخلاقی طور پر یکسانیت پائی جائے، اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ یہ یکسانیت عام طور پر ہم مرتبہ زوجین میں نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے، کیونکہ عرف کی رو سے میاں بیوی کے خاندانوں اور معاشرت میں بہت زیادہ تفاوت اور فرق عموماً آپس کی کشیدگی کا سبب ہوتا ہے، اور گھر کا ماحول تنگ ہو کر وبالِ جان بن جاتا ہے۔

اور اسلام میں شادی کے سلسلہ میں کفو کا لحاظ اسی لئے کیا گیا ہے کہ اخلاق کے ساتھ ساتھ قومی و قبائلی تعلقات کا لحاظ بھی کر لیا جائے تو رشتہ زوجیت و نکاح میں مزید پختگی پیدا ہونے کے امکانات پیدا ہو جائیں گے اور بس۔ یہ تمام تدابیر دراصل ایک ہی مسئلہ کے محکم و پائیدار کرنے کیلئے کی جاتی ہیں کہ رشتہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہو۔ میاں بیوی کے درمیان مثالی ہم آہنگی ہو، پیار ہو، ہمدردی ہو، میل ملاپ ہو، اور ان دو کی باہمی محبت کے ذریعے ان کے والدین اور پوری برادری و خاندان تک یہ خوشگوار تعلقات پھیلتے پھولتے چلے جائیں۔

اِس لئے اِسلام کی نظر میں اگرچہ تمام مسلمان برابر ہیں، اور اُن میں فضیلت صرف تقویٰ اور دین داری کے اعتبار سے ہے، لیکن نکاح کے معاملہ میں انتظامی مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے میاں بیوی میں برابری کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، پیغام نکاح دیتے وقت اس عورت کی خوبیوں کو دیکھنے میں بھی یہی حکمت کارفرما ہے تاکہ یہ رشتہ ہم آہنگی اور موافقت سے استوار ہو۔ چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے کہا:

((تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ، وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ)) (1)

اپنے نطفوں کے لیے نیک عورت کا انتخاب کرو، اور اپنے برابر والوں سے نکاح کرو، اور انہیں کو اپنی بیٹیوں کے نکاح کا پیغام دو۔

اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ مشہور ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

"لَأَمْنَعَنَّ تَزَوُّجَ ذَوَاتِ الْأَحْسَابِ إِلاَّ مِنَ الْأَكْفَاءِ " (2)

میں حسب ونسب والی عورتوں کو اُن کے ہم مرتبہ لوگوں کے علاوہ نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ مجھ سے سیدنا خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا:الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ،وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا))(3)

”اے علی ! تین چیزوں کو مؤخر مت کرنا : (۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ (۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے۔ (۳) اور بے نکاحی عورت کا جب کفو (مناسب رشتہ) مل جائے۔“

نیز صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

((لاَ تَنْكِحُوْا النِّسَاءَ إِلاَّ الْأَكْفَاءَ الخ)) (4)

تم کو اپنی عورتوں کا نکاح صرف کفو (ہم مزاج لوگوں) میں ہی کرنا چاہیے۔

اِس طرح کی متعدد روایات کو سامنے رکھ کر فقہاء نے نکاح میں زوجین میں کفو کا خیال رکھنے کے متعلق مسائل بیان فرمائے ہیں، لیکن دور حاضر میں ہمارے معاشرے میں خصوصاً اور برصغیر میں عموماً کفو کے مسئلے کو لے کر جو تشدد آمیز رویہ اختیار کیا جانے لگا ہے اور برادری کی جھوٹی عزتوں کی خاطر غیر برادریوں کے رشتہ کے لئے جس بے لچک انداز کو اپنایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے گھروں اور خاندانوں میں انتہائی ناگوار حالات و حادثات پیش آتے ہیں، یہ سب باتیں اسلامی روح کے خلاف ہیں۔ کفو کا اعتبار کرنا ایک انتظامی حکم ہے، اس کو اسی حد تک رکھنا ضروری ہے، اس کی بنیاد پر مسلم برادریوں کے درمیان تحقیر و تنقیص یا ترفع و تعلّی کا سلسلہ بالکل بند ہونا چاہیے، اور معاشرہ کے علم رکھنے والے اور بااثر افراد کو آگے بڑھ کر اِس بارے میں پیدا شدہ بے اعتدالیوں کی روک تھام کرنی چاہیے نیز ریاست کو اس مسئلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

ذیل میں اولاً کفو کا لغوی، فقہی معنی و مفہوم بیان کیا جاتا ہے اسی طرح کفو میں فقہاء کی آراء کو تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

کفو کی لغوی تعریف

کفو دراصل کفاءت (کفاءۃ) سے مشتق ہے، یہ مصدر ہے جس کا معنی برابری اور مساوات ہے۔ کُفُوٌ یا کفوْءٌ (بروزن فُعْل یا فُعُوْل) دونوں طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کفوٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی نسبت سے دوسرے فرد کے ہم مثل اور ہم سر ہو۔ اس معنی میں یہ لفظ قرآن کریم میں بھی مستعمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (5)

اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔

علامہ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں:

"الكفو النظير والمساوي ومنه الكفاءة في النكاح وهو ان يكون الزواج مساويا للمراة في حسبها ودينها ونسبها و بيتها غير ذالک". (6)

کفو کا مطلب نظیر اور برابری ہے۔ اسی معنی کی بناء پر نکاح میں کفاءت مراد لیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ شوہر حسب، دین، نسب اور گھر وغیرہ میں عورت کے مساوی ہو۔

کفو کی اصطلاحی تعریف:

محمد علی تھانوی لکھتے ہیں:

"رجل يساوى امراة فى امور مشهورة معروفة بين الفقهاء" (7)

"ایسا مرد جو ان امور میں عورت کے برابر ہو جو فقہاء کے مابین مشہور و معروف ہیں۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کفو کے لئے مختلف امور کی شرط فقہاء کی جانب سے لگائی گئی ہے۔

کن امور میں کفو کا اعتبار کیا جائے گا؟

فقہاء کرام کی آراء اس بارے میں مختلف ہیں کہ کن امور کو کفو کے مسئلے میں معتبر سمجھا جائے گا۔

فقہاء احناف کا موقف

فقہاء احناف کے ہاں کفو میں چھ چیزوں کا اعتبار کیا جائے گا: دین، اسلام، نسب، حرفت، حریت اور مال (8)

فقہاء مالکیہ کا موقف

فقہاء مالکیہ کے ہاں کفو میں دو چیزوں کا اعتبار ضروری ہے: دین اور حال (یعنی شوہر ان تمام عیوب سے پاک ہو جن کے سبب بیوی کے حق میں خیار ثابت ہوتا ہے۔) (9)

فقہاء شوافع کا موقف

فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی پانچ چیزوں کا اعتبار کفو میں ضروری ہے: دین، حریت، نسب، حرفت اور ان تمام عیوب سے پاک ہونا جن سے بیوی کے لئے خیار ثابت ہوتا ہے۔ (10)

فقہاء حنابلہ کا موقف

فقہاء حنابلہ کے ہاں پانچ چیزیں معتبر ہیں: دین، نسب، حرفت، حریت اور مال (11)

آئمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کفو میں دین، نسب، حریۃ (آزاد ہونا)، حرفت (پیشہ) کے معتبر ہونے پر متفق ہیں۔ جبکہ حضرت نعمان بن ثابت حنفی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک کفو میں مال کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ امام مالک دین کے کفو میں معتبر ہونے پر دیگر آئمہ کے ساتھ ہیں البتہ حال (یعنی شوہر میں ایسی نقص والی چیزیں نہ ہوں جن کی وجہ سے بیوی کے لیے خیار ثابت ہے) میں امام مالک اور امام شافعی متفق ہیں۔

کفو کا اعتبار کس کی جانب سے معتبر ہے؟

کفو صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے، یعنی شوہر کو عورت کے ہم رتبہ ہونا چاہئے، عورت کی جانب سے معتبر نہیں؛ للذا اگر مرد برتر ہو اور عورت کم رتبہ ہو تو اُس میں شرعاً کسی کو اعتراض کا موقع نہیں ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> "الکفاء ۃ معتبرۃ الخ ، من جانبه أي الرجل ، لأن الشریفة تأبیٰ أن تکون فراشًا للدني ، ولذا لا تعتبر من جانبها" (12)

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

> کفو کا اعتبار مرد کی جانب سے کیا جائے گا اس لیے کہ معزز (گھرانے کی خاتون) اپنے سے کم درجہ کے مرد کا فراش (بیوی) بننے کو ناپسند کرے گی یہی وجہ ہے کہ (کفو) کا اعتبار عورت کی جانب سے نہیں کیا جاتا۔

"كون المرأة أدنى وہي معتبرة في النكاح ... لأن الشريفة تأبى أن تكون مستفرشة للخسيس بخلاف جانبها ؛ لأن الزوج مستفرش فلا يغيظه دناء ة الفراش"(13)

عورت کو کم درجہ کا ہی ہونا چاہیے اور اسی چیز کا نکاح میں اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ معزز (گھرانے کی) خاتون اپنے سے کم تر درجہ کے مرد کی بیوی بننے کو ناپسند کرے گی برخلاف عورت کی جانب کے۔ کیونکہ خاوند فراش بنانے والا ہوتا ہے اس کے لیے بیوی کا کم درجہ والی ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

کفو میں فقہاء احناف کی رائے

علامہ شمس الدین سرخسی لکھتے ہیں:

"(قَالَ:) وَإِذَا تَزَوَّجَتْ الْمَرْأَةُ غَيْرَ كُفْءٍ فَرَضِيَ بِهِ أَحَدُ الْأَوْلِيَاءِ جَازَ ذَلِكَ، وَلَا يَكُونُ لِمَنْ هُوَ مِثْلُهُ فِي الْوِلَايَةِ أَوْ أَبْعَدُ مِنْهُ أَنْ يَنْقُضَهُ إلَّا أَنْ يَكُونَ أَقْرَبَ مِنْهُ فَحِينَئِذٍ لَهُ الْمُطَالَبَةُ بِالتَّفْرِيقِ"(14)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عورت غیر کفو میں شادی کرے اور اس کے اولیاء میں سے کوئی ایک راضی ہو تو نکاح جائز ہے اور اس جیسا یا اس سے دور کا ولی اس نکاح کو مسترد کرانے کا مجاز نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زیادہ قریبی ولی اختلاف کرے تو وہ تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

علامہ داؤد آفندی حنفی لکھتے ہیں:

"وَلَوْ تَزَوَّجَتْ الْمَرْأَةُ غَيْرَ كُفْءٍ فَلِلْوَلِيِّ أَنْ يُفَرِّقَ(الی قولہ)وَإِنْ رَضِيَ أَحَدُ الْأَوْلِيَاءِ الْمُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْقُرْبِ فَلَيْسَ لِغَيْرِهِ الِاعْتِرَاضُ"(15)

اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو اس کے ولی کو تفریق کرانے کا حق ہے اور اگر اولیاء میں سے ایک بھی راضی ہو جائے تو دوسرے کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

"مَنْ نَكَحَتْ غَيْرَ كُفْءٍ فَرَّقَ الْوَلِيُّ لِمَا ذَكَرْنَا وَالنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ صَحِيحًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَرِضَا بَعْضِ الْأَوْلِيَاءِ كَرِضَا كُلِّهِمْ حَتَّى لَا يَتَعَرَّضَ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ إلَّا إذَا كَانَ أَقْرَبَ مِنْهُ"(16)

جو عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی اس کی تفریق کرا سکتا ہے اور ظاہر الروایت کے مطابق نکاح صحیح ہے اور اگر بعض ولی راضی ہو جائیں تو یہ کل کی رضا کے برابر ہے سوائے اس کے کہ ولی اقرب راضی نہ ہو۔

علامہ علاؤالدین حصکفی نے لکھا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ لڑکی اور اولیاء کی مرضی سے غیر کفو میں نکاح جائز ہے اور اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو ان کو فسخ کا اختیار ہے۔(17)

عالمگیری میں ہے:

"ثُمَّ الْمَرْأَةُ إذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ غَيْرِ كُفْءٍ صَحَّ النِّكَاحُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى آخِرًا وَقَوْلُ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى آخِرًا (الی قولہ) وَلَكِنْ لِلْأَوْلِيَاءِ حَقُّ الِاعْتِرَاضِ"(18)

جب عورت از خود غیر کفو میں نکاح کرے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح صحیح ہے، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا آخری قول یہی ہے۔ البتہ اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

کفو میں مالکیہ کی رائے

علامہ دشتانی مالکی کفو کے متعلق لکھتے ہیں:

کفاءۃ صفات معتبرہ میں تقارب کو کہتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ کفاءۃ کا کس چیز میں اعتبار ہوتا ہے تو امام مالک نے فرمایا: کفاءۃ کا اعتبار دین میں ہوتا ہے اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں، حتی کہ غلام، قرشیہ کا کفو ہے حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے اس طرح مروی ہے۔ (19)

امام سحنون بن سعید التنوخی مالکی، امام عبد الرحمٰن بن قاسم مالکی سے دریافت کرتے ہیں:

"أَرَأَيْتَ إنْ كَانَتْ ثَيِّبًا فَخَطَبَ الْخَاطِبُ إلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَى وَالِدُهَا أَوْ وَلِيُّهَا أَنْ يُزَوِّجَهَا فَرَفَعَتْ ذَلِكَ إلَى السُّلْطَانِ وَهُوَ دُونَهَا فِي الْحَسَبِ وَالشَّرَفِ إلَّا أَنَّهُ كُفْءٌ فِي الدِّينِ فَرَضِيَتْ بِهِ وَأَبَى الْوَلِيُّ؟ قَالَ: يُزَوِّجُهَا السُّلْطَانُ وَلَا يَنْظُرُ إلَى قَوْلِ الْأَبِ وَالْوَلِيِّ إذَا رَضِيَتْ بِهِ وَكَانَ كُفُؤًا فِي دِينِهِ قَالَ: وَهَذَا قَوْلُ مَالِكٍ

قُلْتُ: أَرَأَيْت إنْ كَانَ كُفُؤًا فِي الدِّينِ وَلَمْ يَكُنْ كُفُؤًا فِي الْمَالِ، فَرَضِيَتْ بِهِ وَأَبَى الْوَلِيُّ أَنْ يَرْضَى، أَيُزَوِّجُهَا مِنْهُ السُّلْطَانُ أَمْ لَا؟

قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا إلَّا أَنِّي سَأَلْت مَالِكًا عَنْ نِكَاحِ الْمَوَالِي فِي الْعَرَبِ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ أَلَا تَرَى إلَى مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}

قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إنْ رَضِيَتْ بِعَبْدٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ الْعَرَبِ وَأَبَى الْأَبُ أَوْ الْوَلِيُّ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ أَيُزَوِّجُهَا مِنْهُ السُّلْطَانُ أَمْ لَا؟

قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْ مَالِكٍ فِيهِ شَيْئًا إلَّا مَا أَخْبَرْتُك. قَالَ: وَلَقَدْ قِيلَ لِمَالِكٍ إنَّ بَعْضَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَرَّقُوا بَيْنَ عَرَبِيَّةٍ وَمَوْلًى، فَأَعْظَمَ ذَلِكَ إعْظَامًا شَدِيدًا، وَقَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ كُلُّهُمْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَكْفَاءٌ لِقَوْلِ اللَّهِ فِي التَّنْزِيلِ {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}"(20)

میں نے کہا یہ بتلایئے کہ اگر بیوہ عورت کو کوئی شخص نکاح کا پیغام دے، اور اس کا والد یا ولی اس شخص سے نکاح کرنے سے انکار کرے، اور وہ یہ مقدمہ قاضی کے پاس لے جائے اور پیغام دینے والا حسب اور شرف میں ہر چند کہ لڑکی سے کم ہو لیکن دین میں اس کا کفو ہو اور لڑکی اس سے نکاح پر راضی ہو اور ولی راضی نہ ہو؟ امام ابن قاسم نے جواب دیا کہ قاضی اس شخص سے نکاح کر دے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد باپ اور ولی کے قول کی طرف نہ دیکھے، وہ دین میں اس کا کفو ہے، امام ابن قاسم نے کہا: امام مالک کا یہی قول ہے۔ میں نے کہا یہ بتلایئے کہ اگر وہ دین میں اس کا کفو ہو اور مال میں کا اس کفو نہ ہو، لڑکی اس کے ساتھ نکاح پر راضی ہو اور اس کا ولی راضی نہ ہو ایسی صورت میں قاضی اس عورت کا اس شخص سے نکاح کرے یا نہیں؟ امام ابن قاسم نے کہا کہ میں نے امام مالکؒ سے یہ مسئلہ نہیں سنا، لیکن ان سے یہ سنا ہے

کہ غلاموں کا عرب خواتین سے نکاح جائز ہے۔امام مالک نے کہاکہ اس میں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کوایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شناخت کے لیے تمہیں گروہوں اور قبائل میں بانٹ دیا۔اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہے۔میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر ایک عرب عورت کسی غلام سے نکاح پر راضی ہو اور اس کا باپ یا ولی راضی نہ ہو درآنحالیکہ وہ عورت بیوہ ہو کیا قاضی اس کا نکاح کر سکتا ہے؟امام ابن قاسم نے کہا اس میں بھی وہی جواب ہے یعنی کر سکتا ہے۔امام مالک سے کہا گیا بعض لوگ غلاموں اور عربوں میں فرق کرتے ہیں، تو امام مالک نے اسے بھاری سمجھا اور فرمایا تمام اہل اسلام ایک دوسرے کے کفو ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شناخت کے لیے تمہیں گروہوں اور قبائل میں بانٹ دیا۔اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی یا سلطان یا قاضی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو یہ نکاح جائز ہے، دراصل امام مالک مسلمانوں کے درمیان کفو کے لحاظ سے تفریق کے قائل ہی نہیں۔(21)

کفو میں فقہاء شوافع کی رائے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کفو پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ الْوَلِيُّ أَقْرَبَ مِمَّنْ دُونَهُ فَزَوَّجَ غَيْرَ كُفْءٍ بِإِذْنِهَا فَلَيْسَ لِمَنْ بَقِيَ مِنْ الْأَوْلِيَاءِ الَّذِي هُوَ أَوْلَى مِنْهُمْ رَدُّهُ لِأَنَّهُ لَا وِلَايَةَ لَهُمْ مَعَهُ قَالَ: وَلَيْسَ نِكَاحُ غَيْرِ الْكُفْءِ مُحَرَّمًا فَأَرُدُّهُ بِكُلِّ حَالٍ إنَّمَا هُوَ نَقْصٌ عَلَى الْمُزَوَّجَةِ وَالْوُلَاةِ فَإِذَا رَضِيَتْ الْمُزَوَّجَةُ وَمَنْ لَهُ الْأَمْرُ مَعَهَا بِالنَّقْصِ لَمْ أَرُدَّهُ.(22)

جب ولی اقرب لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کر دے تو باقی اولیاء کو اس نکاح کے مسترد کرانے کا حق نہیں ہے، جن کی بہ نسبت یہ ولی اقرب ہے، کیونکہ اس کے مقابلہ میں ان کی ولایت نہیں ہے،امام شافعی نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہوتا، جو مطلقاً رد کر دیا جائے، غیر کفو کی وجہ سے لڑکی اور اس کے اولیاء پر نقص ہے اور جب وہ اس نقص کو برداشت کرنے پر تیار ہیں تو میں اس نکاح کو رد نہیں کروں گا۔

امام عبدالوہاب شعرانی شافعی فرماتے ہیں:

ومن ذلک قول الائمة الثلاثة انه اذااتفق الاولیاء والمراة علی نکاح غیرکفاء صح مع قول احمدانه لایصح (23)

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے جب لڑکی اور اس کے اولیاء راضی ہوں تو غیر کفو میں نکاح صحیح ہے اور امام احمد کے قول میں صحیح نہیں ہے۔

کفو میں فقہا حنبلیہ کی رائے

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ:

"اخْتَلَفَتْ الرِّوَايَةُ عَنْ أَحْمَدَ فِي اشْتِرَاطِ الْكَفَاءَةِ لِصِحَّةِ النِّكَاحِ، فَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهَا شَرْطٌ لَهُ. قَالَ: إذَا تَزَوَّجَ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. وَهَذَا قَوْلُ سُفْيَانَ وَقَالَ أَحْمَدُ فِي الرَّجُلِ يَشْرَبُ الشَّرَابَ: مَا هُوَ بِكُفْءٍ لَهَا، يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ: لَوْ كَانَ الْمُتَزَوِّجُ حَائِكًا فَرَّقْت بَيْنَهُمَا؛ لِقَوْلِ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -: لَأَمْنَعَنَّ فُرُوجَ ذَوَاتِ الْأَحْسَابِ، إلَّا مِنْ الْأَكْفَاءِ۔

وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ عَنْ أَحْمَدَ أَنَّهَا لَيْسَتْ شَرْطًا فِي النِّكَاحِ. وَهَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَحَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنِ سِيرِينَ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ؛ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {إنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}وَقَالَتْ سيدةعَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.إنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ تَبَنَّى سَالِمًا، وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ ابْنَةَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنْ الْأَنْصَارِ: أَخْرَجَهُ محمدبن اسماعيل. «وَأَمَرَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَنْ تَنْكِحَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَوْلَاهُ، فَنَكَحَهَا بِأَمْرِهِ» . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

«وَزَوَّجَ أَبَاهُ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ابْنَةَ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الْأَسَدِيَّةَ.» وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لِأُخْتِهِ: أُنْشِدُك اللَّهَ أَنْ تَتَزَوَّجِي مُسْلِمًا، وَإِنْ كَانَ أَحْمَرَ رُومِيًّا، أَوْ أَسْوَدَ حَبَشِيًّا. وَلِأَنَّ الْكَفَاءَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْ كَوْنِهَا حَقًّا لِلْمَرْأَةِ، أَوْ الْأَوْلِيَاءِ، أَوْ لَهُمَا، فَلَمْ يُشْتَرَطْ وُجُودُهَا، كَالسَّلَامَةِ مِنْ الْعُيُوبِ.

وَلَنَا، أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ الْأَوْلِيَاءِ يُعْتَبَرُ رِضَاهُ۔۔۔فَزَوَّجَ الْأَقْرَبُ، مِثْلُ أَنْ يُزَوِّجَ الْأَبُ بِغَيْرِ كُفْءٍ، فَإِنَّ لِلْإِخْوَةِ الْفَسْخَ. وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ لَيْسَ لَهُمْ فَسْخٌ إذَا زَوَّجَ الْأَقْرَبُ؛ لِأَنَّهُ لَا حَقَّ لِلْأَبْعَدِ مَعَهُ، فَرِضَاؤُهُ لَا يُعْتَبَرُ." (24)

صحت نکاح کے لیے کفوء کی شرط سے متعلق مؤسس فقہ حنبلی سے متعدد روایات ہیں :ایک روایت یہ ہے کہ کفو صحت نکاح کے لیے شرط ہے، اگر کوئی غلام عرب عورت سے نکاح کرے تو یہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا، یہ سفیان کا قول ہے، امام احمد نے کہا جو شخص شرابی ہو وہ عورت کا کفو نہیں ہے اور ان کے درمیان تفریق کر دی جائیگی اسی طرح اگر جلاہا نکاح کرے تو اس کی بھی تفریق کر دی جائیگی ، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صاحب شرف عورتوں کا نکاح غیر کفو میں کرنے سے منع کروں گا۔

امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ نکاح میں کفو لازمی نہیں ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلمان ،ابن سرین ،ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور اصحاب الرائے (امام ابو حنیفہ) کا یہی نظریہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو دوسروں سے بڑھ کر پرہیزگار ہے ۔اور ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور ان سے اپنی بھتیجی ہند بنت الولید کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ سالم ایک انصاریہ کے غلام تھے ، اور امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فاطمہ بن قیس کا نکاح اسامہ سے کر دیا حالانکہ فاطمہ قرشیہ تھیں اور اسامہ غلام زادے تھے اسی طرح نبی ﷺ نے اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحبش سے کر دیا حالانکہ زید بن حارثہ غلام تھے اور حضرت ابن مسعود نے اپنی بہن سے کہا میں تمہیں قسم دیتا

ہوں کہ تم صرف مسلمان سے شادی کرنا خواہ وہ گورے رنگ کا رومی ہو یا کالے رنگ کا حبشی اور اس لیے کہ کفو سے عورت اور اس کے اولیا کا حق ختم نہیں ہوتا اس لیے نکاح میں کفو کی شرط نہیں جیسا کہ نکاح میں عیب سے سلامتی کی شرط نہیں۔

اس کے بعد علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اولیاء میں سے ہر ایک کی رضامندی ضروری ہے، اگر ولی اقرب مثلاً باپ نے غیر کفو میں نکاح کر دیا اور بھائی اس پر راضی نہیں ہیں تو وہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور امام مالک اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ جب ولی اقرب نے نکاح کر دیا تو دوسرے اولیاء کے لیے فسخ کرانے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اقرب کی موجودگی میں ابعد کا کوئی اعتبار نہیں ہو اس لیے اس کی مرضی غیر معتبر ہے

خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ عورت اور اس کے تمام اولیاء راضی ہوں تو غیر کفو میں نکاح صحیح اور ناقابل فسخ ہے اور اگر بعض اولیاء راضی نہ ہوں تو عقد صحیح ہے لیکن وہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں نیز علامہ ابن قدامہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ جن اولیاء کا اختلاف ہو وہ بوقت عقد اختلاف کا اظہار کر دیں اگر بعد میں اختلاف کا اظہار کیا تو نکاح باطل نہ ہو گا۔ کوئی عورت اگر غیر کفو میں نکاح کرے تو فقہائے احناف، مالکیہ اور شوافع کے ہاں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ البتہ ابو عبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ کفو نکاح کے لیے شرط ہے۔ دوسرے قول میں نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے۔ مالکی فقہاء کے نزدیک عورت ولی کی رضامندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے اور قاضی اس کا نکاح کرا دے گا۔ اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کے اولیاء کو اعتراض کا حق ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرا سکیں۔ البتہ اگر ولی اقرب نکاح پر راضی ہو جائے تو دور والے ولی کو اس پر حقِ اعتراض نہ ہو گا۔ یہ رائے احناف اور شوافع کی ہے۔ جبکہ حنبلی فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تمام اولیاء کی رضامندی ضروری ہے۔ جب تک ہر ایک ولی اجازت نہ دے تو نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

کفو کی علت (وجہ/سبب) کیا ہے؟

کفو کے مسئلے کی علت "عار" ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر لڑکی کا نکاح اس کا ولی کفو کے بغیر کر دے تو اس کے لئے باعثِ عار نہ بن جائے اور بالفرض اگر لڑکی اپنی پسند سے خود ہی نکاح کر لے تو اس کے خاندان اور قبیلے والوں کو عار محسوس نہ ہو۔ اس کے بعد یہ مرحلہ آتا ہے کہ کس چیز کو باعثِ عار سمجھا جائے گا اور کس کو نہیں تو اس کا حل اور دار و مدار عرف عام پر ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

"اِذَا ثَبَتَ اعْتِبَارُ الْكَفَاءَةِ بِمَا قَدَّمْنَاهُ فَيُمْكِنُ ثُبُوتُ تَفْصِيلِهَا أَيْضًا بِالنَّظَرِ إلَى عُرْفِ النَّاسِ فِيمَا يَحْقِرُونَهُ وَيُعَيِّرُونَ بِهِ"(25)

میری گزشتہ تفصیلات سے کفو کا معتبر ہونا ثابت ہو گیا ہے تو ان کی تفصیلات کا ثبوت بھی ممکن ہے، اس طرح عوام الناس کے عرف کو دیکھا جائے گا کہ کون سی باتیں ان کے نزدیک حقارت و شرم کا باعث ہیں۔

اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور مجتہدینِ اسلام نے اپنے اجتہادات کی بنیاد پر کفو کی شرائط کا تعین کیا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ بالا سطور میں ان شرائط وامور کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

خاندانوں اور برادریوں میں نکاح کے دوران کفو کے مسئلہ کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، پس جن برادریوں کو آپس میں عام طور پر ایک دوسرے کا کفو سمجھا جاتا ہے اُنہیں کفو سمجھا جائے گا، اور جن برادریوں میں آپس میں رشتہ داریاں معیوب سمجھی جاتی ہیں، اُنہیں غیر کفو قرار دیا جائے گا، اور اِس بارے میں علاقوں کے اعتبار سے عرف الگ الگ ہوتا ہے، کہیں کوئی برادری برتر سمجھی جاتی ہے جبکہ وہی برادری دوسرے علاقہ میں اِس معیار پر پوری نہیں اترتی، اِس لئے کسی خاص برادری کی تعیین کئے بغیر عجمی خاندانوں میں سارا مدار لوگوں کے عرف پر رکھا جائے گا۔ علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں:

"أَنَّ الْمُوجِبَ هُوَ اسْتِنْقَاصُ أَهْلِ الْعُرْفِ فَيَدُورُ مَعَهُ"(26)

ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں عرف ہے کہ مالی اعتبار سے کفو کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ مالی کفاءت میں لڑکے کا بیوی کے لئے خرچہ ونان ونفقہ کا مکلّف ہونا اور اُس پر قادر ہونا اُس وقت ضروری ہے جب لڑکی کبیرہ اور قابل جماع ہو، اگر صغیرہ یا نا قابلِ جماع ہوگی تو اُس کا نکاح ایسے شخص سے بھی ہو سکتا ہے جو نفقہ دینے پر قادر نہ ہو، بلکہ صرف ادائے مہر پر قدرت رکھتا ہو، اور وہ اُس کا کفو بن سکتا ہے۔

جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"ثُمَّ إِنَّمَا تُعْتَبَرُ الْقُدْرَةُ عَلَى النَّفَقَةِ إذَا كَانَتْ الْمَرْأَةُ كَبِيرَةً أَوْ صَغِيرَةً تَصْلُحُ لِلْجِمَاعِ أَمَّا إذَا كَانَتْ صَغِيرَةً لَا تَصْلُحُ لِلْجِمَاعِ فَلَا تُعْتَبَرُ الْقُدْرَةُ عَلَى النَّفَقَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا نَفَقَةَ لَهَا فِي هَذِهِ الصُّورَةِ"(27)

پھر نفقہ پر قدرت کا اعتبار اس صورت میں کیا جائے گا جب عورت بڑی ہو یا چھوٹی تو ہو مگر جماع کی صلاحیت رکھتی ہو اور اگر جب وہ عورت چھوٹی ہو جماع کی صلاحیت نہیں رکھتی تو اس صورت میں (لڑکی کا کفو ہونے میں) نفقہ پر قدرت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کو نفقہ نہیں ملے گا۔

جیسا کہ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"إذَا كَانَ يَجِدُ نَفَقَتَهَا وَلَا يَجِدُ نَفَقَةَ نَفْسِهِ يَكُونُ كُفْئًا، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَفَقَتَهَا لَا يَكُونُ كُفْئًا، وَإِنْ كَانَتْ فَقِيرَةً وَلَوْ كَانَتْ الزَّوْجَةُ صَغِيرَةً لَا تُطِيقُ الْجِمَاعَ فَهُوَ كُفْءٌ، وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى النَّفَقَةِ؛ لِأَنَّهَا لَا نَفَقَةَ لَهَا"(28)

جب کوئی مرد اپنی بیوی کا نفقہ تو رکھتا ہے اپنی ذات کے لیے نفقہ نہیں تو وہ (بھی) کفو ہوگا اور اگر وہ بیوی کا نفقہ نہیں دے سکتا تو وہ کفو نہیں کہلائے گا اور اگر وہ (بیوی) فقیر ہو اگرچہ بیوی چھوٹی ہو کہ اس سے ہمبستری کرنا ممکن نہیں تو وہ اس کا کفو ہوا اگرچہ مرد نفقہ دینے پر قادر نہ ہو کیونکہ چھوٹی کا نفقہ نہیں ہوتا۔

اور کمال الدین محمد بن عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"(وَ) تُعْتَبَرُ (فِي الْمَالِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ مَالِكًا لِلْمَهْرِ وَالنَّفَقَةِ) وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَبَرُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، حَتَّى إنَّ مَنْ لَا يَمْلِكُهُمَا أَوْ لَا يَمْلِكُ أَحَدَهُمَا لَا يَكُونُ كُفْئًا؛ لِأَنَّ الْمَهْرَ بَدَلُ الْبُضْعِ فَلَا بُدَّ مِنْ إيفَائِهِ وَبِالنَّفَقَةِ قِوَامُ الِازْدِوَاجِ وَدَوَامُهُ."(29)

اور کفو کا اعتبار مال میں (بھی) کیا جائے گا یعنی وہ (شوہر) مہر اور نفقہ کا مالک ہو اور ظاہر روایت میں اسی کا اعتبار کیا گیا ہے حتی اگر کوئی ان دونوں (مہر اور نفقہ) دینے کا اختیار نہیں یا ان میں سے کسی ایک کا اختیار نہیں رکھتا تو وہ کفو نہیں کہلائے گا کیونکہ مہر بدلِ بضع ہے لہٰذا اس کو پورا ادا کرنا ضروری ہے اور نفقہ کے ذریعہ ازدواجی زندگی کا استحکام اور دوام ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی کفو کے حوالے سے سفارش

کفو کے حوالے سے سفارش:

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ معاشرتی اصلاحات کی منظوری اپنے اجلاس مؤرخہ ۸ دسمبر 1991ء کو دی، مذکورہ رپورٹ میں کفو کے حوالے سے درج ذیل سفارش کی گئی:

فیصلہ: لڑکیوں کی شادی ان کی مرضی کے مطابق ان کے کفو میں کی جائے، خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب تعزیری سزا دی جائے۔ (30)

تجزیہ

فقہائے اسلام نے نکاح کے لیے مختلف امور کا کفو میں اعتبار کیا ہے تاکہ نکاح کے جملہ مصالح کو حاصل کیا جاسکے اور ازدواجی زندگی خوشگوار گزرے تاہم عصر حاضر میں لوگ کفو کے مسئلہ میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ حسب و نسب کی بناپر اس مسئلے میں تکبر پسندی اور غیر لچکدار رویہ اپنا لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس مسئلے میں اسلام کے نظریہ مساوات سے استدلال کرتے ہوئے ان معاملات میں کسی بھی قسم کے امتیاز سے انکار کردیتے ہیں۔ دونوں رویئے احادیث مبارکہ اور شرعی نصوص کے خلاف ہیں۔

کفو کے معاملے میں یہ دونوں رویئے قابل اصلاح ہیں۔ کفو کے قانون سے سماجی اونچ نیچ کے فرق کو خانگی زندگی پر اثر انداز ہونے سے روک دیا جاتا ہے۔ اسلام میں نکاح کے معاملے میں کفو کا اعتبار اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ زوجین کے ازدواجی سفر میں خوشگواری پیدا ہو اور ان کے مزاج میں ہم آہنگی کا عنصر شامل ہو جائے نیز مصالح نکاح کو زیادہ سے زیادہ امکانی حد تک حاصل کیا جاسکے۔

احادیث میں کفو میں نکاح اور کفو کے بغیر نکاح، دونوں چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ کفو میں نکاح کی ترغیب اس لئے دی گئی تاکہ میاں بیوی اور ان کے ساتھ دونوں خاندان زندگی میں اعتدال اور خوشی کے ساتھ اپنا سفر حیات جاری رکھ سکیں۔ اور اگر کسی لڑکی کا رشتہ کفو میں میسر نہ آرہا ہو تو اس کا نکاح غیر کفو میں بھی کیا جاسکتا ہے، اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ اس لئے عصر حاضر میں اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ اپنے ہم پلہ میں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے عورت کو ساری زندگی بغیر نکاح کے بٹھا کر نہ رکھا جائے۔ ولی اس کفو (یا فی زمانہ برادری) کی شرط پر اتنا زور نہ دے کہ اسی کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے اور اس کے نتیجے میں لڑکی شادی سے ہی محروم ہو جائے، اس چیز کا شریعت میں جواز نہیں ہے۔

کفو کے حوالے سے کونسل نے لڑکیوں کی شادی ان کی مرضی سے ان کے کفو میں کرنے اور خلاف ورزی پر تعزیری سزا تجویز کی۔ مذکورہ سفارش کے حوالے سے کونسل کے دلائل میسر نہیں ہوسکے۔ مذکورہ سفارش کونسل نے فقہ حنفی کے مطابق کی ہے۔ فقہ حنفی میں کفو کے حوالے سے مختلف اقوال ہیں جیسے المحیط البرہانی میں ہے کہ بعض کے نزدیک کفو نسب میں ہے بعض کے نزدیک علم میں ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک مال میں کفو شرط ہے۔ بعض کے نزدیک بالترتیب آزادی، اسلام میں اولیت، تقویٰ، عقل اور پیشہ میں ہے اس حوالے سے کونسل کی سفارش واضح نہیں ہے کہ کس چیز میں کفو کا اعتبار کیا ہے۔ کونسل کو چاہیے تھا کہ سفارش میں یہ وضاحت کرتی کہ کسی بھی فقہی مذہب سے تعلق رکھنے والی عورت کے لیے اپنے فقہی مسلک کے فقہاء کی رائے کے مطابق کفو کا اعتبار ہوگا۔ عورت کا نکاح غیر کفو میں کرنے پر تعزیری سزا کی سفارش کی گئی ہے اسے بھی غیر واضح رکھا گیا ہے کہ عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی یا ولی عورت کا نکاح غیر کفو میں کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ جبکہ فقہائے اسلام کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر کفو میں عورت کے نکاح کرنے سے اولیاء کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہے تاکہ غیر کفو میں نکاح ہونے کی وجہ سے انھیں لگنے والی عار ختم ہوسکے۔ جب اولیاء کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار دیا گیا ہے تو اس پر تعزیر کی سزا کی سفارش مناسب نہیں لگتی جو اقوال فقہاء سے متصادم نظر آتی ہے۔ اور اگر ولی غیر کفو میں نکاح کرے اور عورت راضی ہو تب بھی تعزیر کی سزا کی سفارش کا کوئی معنی نہیں ہے۔ جہاں تک پسند کا اعتبار ہے تو اسلام نے لڑکی کو بھی پسند کا اختیار دیا ہے اور احادیث اس پر متدل ہیں۔

تجاویز و سفارشات

1۔ عصر حاضر میں کفو کے مسئلے کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جائے اور اسے کسی قسم کی عصبیت یا شرف و فخر کا ذریعہ نہ بنایا جائے کہ مبادا اس سے کسی معصوم لڑکی کی شادی کی عمر نہ نکل جائے۔

2۔ والدین اور اولیاء اپنی اولاد سے دوستانہ رویہ رکھیں اور اولاد بھی ان کو جائز انداز میں اپنی پسند ناپسند بتانے میں عار محسوس نہ کرے اور ان معاملات کو باہمی افہام و تفہیم اور محبت کے عنصر کے ساتھ طے کیا جائے۔

3۔ کفو کا مناسب حد تک اعتبار بھی ضروری ہے تاکہ خاندانی نظام بری طرح سے متاثر نہ ہو اور معاشرے میں پسند کی شادی زیادہ فروغ نہ پائے۔ خاندان کے اولیاء اور والدین کے احساسات و خدمات مجروح نہ ہوں۔

4۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ پیشوں کی حیثیت تبدیل ہوتی رہتی ہے کسی وقت کوئی پیشہ قابل عزت نہیں ہوتا اور بعد میں وہ معاشرے میں بہتر حیثیت اختیار کرلیتا ہے۔

References

(1)۔i۔ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید (م 273ھ)، السنن، کتاب النکاح، باب الاکفاء، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت، س۔ن، رقم الحدیث: 1968

ii-دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد (م385ھ)، السنن، کتاب النکاح، دارالمعرفہ، بیروت، 1422ھ، ج3، ص: 227، رقم الحدیث: 3732

(2)۔ سنن دار قطنی، کتاب النکاح، ج3، ص: 226، رقم الحدیث: 3729

(3)۔ ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ (م279ھ)، السنن، تحقیق: احمد محمد شاکر، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1395ھ، رقم الحدیث: 1075

(4)۔ سنن دار قطنی، باب المہر، ج3، ص: 175 رقم الحدیث: 3545

(5)۔ الاخلاص: 4:112

(6)۔ ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم (م711ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، بیروت، 1968ء، ج1، ص: 139

(7)۔ تھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون، تحقیق: رفیق العجم - علی دحروج، مکتبہ لبنان، 1996ء، ج2، ص: 1368

(8)۔ حصکفی، محمد علاء الدین الحصکفی ابن الشیخ علی الحنفی، الدر المختار، دارالفکر بیروت، لبنان 1992ء، ج3، ص: 85-90

(9)۔ الدسوقی، محمد بن احمد، الشرح الکبیر للدردیر، دارالفکر، بیروت، لبنان، س، ن، ج2، ص248

(10)۔ شربینی، محمد خطیب، مغنی المحتاج، مطبع البابی حلبی، مصر الطبعۃ: الاولی، 1415ھ، 1994ء، ج4، ص75-272

(11)۔ علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی 620ھ، المغنی، دارالفکر، بیروت، 1405ھ، ج7، ص35

(21)۔ محمد علاء الدین الحصکفی ابن الشیخ علی الحنفی (م1088ھ)، الدر المختار، دارالفکر، بیروت، لبنان 1412ھ/1992ء، ج3، ص: 84

(13)۔i-ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد (م970ھ)، البحر الرائق، کتاب النکاح، دارالکتاب الاسلامی، بیروت، س۔ن، ج3، ص: 137

ii-المرغینانی، برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر (م593ھ)، الہدایۃ، کتاب النکاح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج2، ص: 320-319

(14)۔ سرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمہ، المبسوط، دارالمعرفہ بیروت، 1398ھ، ج5، ص26

(15)۔ آفندی، داود، علامہ، مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، دارااحیاء التراث العربی، بیروت، ج1، ص343

(16)۔ زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ، ج2، ص128

(17)۔ حصکفی، علاؤالدین، علامہ، الدر المختار علی ہامش رد المحتار، مطبعہ عثمانیہ، استنبول 1328ھ، ج2، ص43

(18)۔ نظام الدین، ملا، عالمگیری، مطبعہ امیریہ کبری، بولاق، مصر 1287ھ، ج1، ص292

(19)۔ علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی 620ھ، المغنی، دارالفکر، بیروت، 1405ھ، ج2 ص27-26

(20)۔ سحنون بن سعید تنوخی، المدونۃ الکبری، دارالفکر، بیروت، 1406ھ، ج2، ص145-144

(21)۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور، ج3، ص984-985

(22)۔ شافعی، محمد بن ادریس (م204ھ)، امام، کتاب الام، دارالمعرفہ، بیروت، طبعہ ثانیہ، 1393ھ، ج5، ص15

(23)۔ شعرانی، عبدالوہاب، علامہ، المیزان الکبری، مصطفی البابی، مصر 1359ھ، ج2، ص110

(24)۔ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی(م620ھ)،المغنی،دار الفکر،بیروت،1405ھ،ج7،ص35-33

(25)۔ابن الہمام،کمال الدین محمد بن عبدالواحد(م861ھ)،فتح القدیر،دار الفکر،دمشق،س۔ن،ج3،ص296

(26)۔i-ابن عابدین،ردالمحتار،ج3،ص:90 ii-ابن ہمام،فتح القدیر،ج3،ص:291

(27)۔ لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخي،فتاوی ہندیہ،دار الفکر،بیروت،لبنان،1310ھ،ج1،ص291

(28)۔زیلعی،عثمان بن علی، تبیین الحقائق،ج2،ص130

(29)۔ابن الہمام،کمال الدین محمد بن عبدالواحد(م861ھ)،فتح القدیر،ج3،ص:300

(30)۔سیکرٹری،رپورٹ: معاشرتی اصلاحات،اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان،اسلام آباد،پاکستان، مطبع،شعبہ کمپیوٹر وطباعت،اسلامی نظریاتی کونسل،اسلام آباد،1413ھ/1993ء،ص:35